© rasailojaraid.com

مطبوعات

مجدد الف ثانیؒ کی تحریک احیائے اسلام اور سلاطینِ مغلیہ

مصنفہ: پروفیسر ابصار عالم مرحوم۔ ناشر: حرا پبلی کیشنز، اردو بازار، لاہور۔ سفید کاغذ، صاف طباعت۔ ۴۶۴ صفحات، مضبوط جلد، پرزور رنگین سرورق۔ قیمت: ۸۱/- روپے (جو زیادہ نہیں)۔

مصنف مرحوم اسلامی ذہن کے لحاظ سے گویا ہمارے اپنے ہی آدمی تھے۔ ان کا کیا ہوا یہ کام ابتدائی شکل میں تھا اور وہ اس کی نظر ثانی کرنا چاہتے تھے، مگر قدرت نے کہا پہلی نظر معاف، دوسری نامنظور۔ داد دیجیے شفیق الاسلام فاروقی کو کہ کہاں سے یہ مسودہ ڈھونڈ نکالا، گرد جھاڑی اور جو کچھ ملا اسے شائع کر دیا۔

مسلمان اپنے دورِ عروج میں دوسرے علوم کی طرح تاریخ میں جو اونچا مقام رکھتے تھے۔ ان کی کتابیں اس کی شہادت دیتی ہیں، مگر دورِ زوال اور اب...... ہمارا پاکستان جب سے امتحان بن کے سامنے آیا ہے ہم لوگ دوسرے علوم کی طرح تاریخ کے اشد ضروری میدان سے تقریباً غائب ہیں۔ مولانا مہر، علی میاں اور مسعود عالم ندوی نے تحریکِ مجاہدین کے عشق کا قصہ چھیڑا۔ ڈاکٹر عنایت اللہ اور پروفیسر اسلم کے علاوہ ایک شاندار کام سید ہاشمی فرید آبادی کا ہے۔ ہمارے پاس ایک آباد شاہ پوری ہیں، ایک پروفیسر حفیظ الرحمٰن، شیخ اکرام نے ایک کام کر دیا، ثروت صولت صاحب کے علاوہ کچھ دبے دبائے قصے طالب ہاشمی نے اٹھائے۔ الحمد اللہ خیر سلا۔ نہ پاکستان کی تاریخ، نہ برصغیر کی تاریخ، نہ تحریکِ اسلامی کی تاریخ، نہ عالمی تاریخِ اسلامی انسانی نقطۂ نظر سے۔ ہائے یہ افلاس۔ کون آج مستشرقین کی ہتھوڑا بازیوں کے حملے کا جواب دے۔ جن کے دلوں کا زہر سمٹ کر سلمان رشدی بن سما گیا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دُکھے دل کی یہ فریاد لمبی ہوگئی۔ کہنے کی اصل بات یہ ہے کہ برِ صغیر میں جو کچھ بھی روشنیٔ ایمان و عرفان موجود ہے۔ اس کے لیے ہم حضرت مجدد کی خدمت میں جذبۂ تشکر پیش کیے، اور ان کے لیے دُعائے خیر کیے بغیر نہیں رہ سکتے۔

مگر افسوس کہ حضرت مجدد کو بھلانے والی اکثریت کو تو چھوڑ دیجئے، جاننے والوں کا ہجومِ کثیر صرف اُن کے تصوف کو جانتا ہے۔ لوگ نہیں جانتے کہ اسلام کے لیے سب سے پہلے اور سب سے زوردار انقلابی تحریک برپا کرنے والا بھی مجدد ہی تھا۔

تحریکِ مجدد کو سب سے بدتر نقشۂ احوال "اکبر" کے دور میں دیکھنا پڑا۔ یہ خالص سیکولرازم کا ظہور تھا اسلام کے اپنے قصرِ حکومت میں۔ لیکن تحریک تدریجاً کام کرتی رہی اور اس کے درخت پر جو پھل پک کر تیار ہوا وہ اورنگ زیب تھا۔ اور جب مغلیہ سلطنت ختم ہوگئی تو تحریکِ مجددیہ کا ظہور تحریکِ مجاہدین کی شکل میں ہوا۔ سلسلۂ فیضان ابھی جاری ہے۔ ہماری تاریخ کے دو سرے ہیں۔ ایک طرف اکبر، دوسری طرف اورنگ زیب۔

اِس کتاب کے ذریعے مجھے پہلی مرتبہ اورنگ زیب کے جذبۂ احیائے اسلام، اس کی مشکلات، اس کے خلاف سازشوں اور لشکر کشیوں کا اندازہ ہوا۔ اور یہ سمجھ میں آیا کہ دارا شکوہ وغیرہ اسی اکبری کردار کو تمیزِ مُسلم و کافر کو مٹانے والے تصوف کے ہار پہنا کر اُٹھے تھے اور انہوں نے ہندوؤں کے تعاون سے اورنگ زیبی شخصیت کو نہیں بلکہ اس کی تحریک اور اس کے اقتدار کو ملیا میٹ کرنا چاہا تھا۔ یہ داستان پڑھ کر مجھے اندازہ ہوا کہ ہمارے آج کے بہت سے مسلمانوں میں بھی اکبری رُوح کام کر رہی ہے اور وہ اب بھی دارا شکوہ کو مظلوم قرار دے کر اورنگ زیب کو "استعمالِ مذہب" کا طعنہ دیتے ہیں۔ مگر وہ مستشرقین اور ہندوؤں کی تاریخیں پڑھنے والے، اپنی کسی معقول تاریخ سے محروم، تحقیق کی عادت سے دُور افتادہ، زیادہ اخبارات میں حکام کے ارشادات اور سیکولر جمہوریت کے قصیدے پڑھنے والے آخر اپنے آپ کو اور اپنی روداد ماضی کو اور اپنی درخشاں شخصیتوں اور ان کے کارناموں کو کس طرح

© rasailojaraid.com